OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت: ایک تحقیقی مطالعہ

The *Sharī'ah* Status of Plastic Surgery: A Research Study

Dr. Fareed Ud Din Tariq
Assistant Professor, Department of Islamic studies, The University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad, (AJ&K)
Raza Ur Rehman
Lecturer Govt. Boys Degree College, Chanari, Muzaffarabad, AJ&K
Dr. Raja Majid Moazzam
Lecturer Department of Islamic studies, University of Kotli, AJ&K

Abstract

Plastic surgery is the branch of medicine in which the special operations are performed for the placement of organs and their functionalization. Plastic is derived from a Greek word plastickos which means moldings or giving a new shape. In all the ancient civilization of world where evidence about the ancient medicine and treatment are found there we also found evidence about the plastic surgery. According to historian in Hindustan this function was performed before two thousand years before Christ. In ancient Egypt the details about the surgery of faces are available as well as in first century before Christ in Roman medicine evidence about the simple technique about the surgery process are found. Firstly Hindustani doctors introduced this method of treatment then these translations reached Europe and they made full use of it. In 20th century in the field of plastic surgery an unusual development happened and came into being its different methods, purpose and shape. Generally western societies and especially in Muslim society the trend of plastic surgery is increasing. In fact now-a-days it is used as a fashion. In this

CC BY

situation the question is that what is point of view regarding this in Islamic Sharia. In Islamic law is this allowed or not? If it is allowed then in which situation. In the view of this need this article include research overview of the reality of plastic surgery, its purpose and different situation in Islamic perspective?

Keywords: Plastic Surgery, Sharia Status, A Research Study

تمہید

طب کی ایک شاخ جس میں انسانی جسم کے کسی عضو کی ہیت یا فعل کو درست کرنے کے لیے ایک خاص طرح کا اپریشن کیا جاتا ہے جو پلاسٹک سرجری کہلاتی ہے۔ پلاسٹک یونانی لفظ Plastickos سے ماخذ ہے جس کے معانی ہیں کسی چیز کو موڑنا، اسے نئی شکل دینا۔ دنیا کی تمام قوموں میں علاج معالجہ کی جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس پہلو کے بھی اشارے پائے جاتے ہیں، مورخین کے مطابق ہندستان میں دوہزار سال قبل مسیح اس عمل کا پتہ چلتا ہے۔ قدیم مصری طب میں بھی چہرے کے عمل جراحی سے متعلق بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ اسی طرح پہلی صدی قبل مسیح میں رومی طب میں اس مخصوص عمل جراحی کی سادہ تیکنیک کا سراغ ملتا ہے۔ اس طریقہ علاج میں ہندستانی اطباء واقف ہوئے پھر یہ ترجمے یورپ پہنچے تو ان سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ پلاسٹک سرجری کے میدان میں بیسویں صدی میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی ہے اور اس کے مختلف طریقہ کار مقاصد اور صورتیں وجود میں آئی ہیں۔ مغربی معاشرے میں بالعموم اور بالخصوص مسلم ممالک میں بھی اس کے مختلف طریقوں سے مختلف مقاصد کے لیے استفادے کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ بلکہ اب تو اسے فیشن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورتحال میں سوال یہ ہے کہ اسلامی شریعت کا اس حوالے سے نقطہ نظر کیا ہے۔ اسلامی قانون میں اس کی اجازت ہے یا نہیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اس مقالے میں پلاسٹک سرجری کی حقیقت، مقاصد اور مختلف صورتوں کا شریعتِ اسلامی کے تناظر میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

تاریخی پس منظر

انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ وہ صحت مند رہے، اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہو اس کے عضائے بدن ٹھیک طریقہ سے کام کرتے رہیں، ان کے افعال میں کوئی نقص و خلل واقع نہ ہو، ظاہری طور پر بھی ان میں کوئی عیب دکھائی نہ دے اور اسکی شخصیت پرکشش اور جاذب نظر معلوم ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی سبب سے اس کے کسی عضو میں بدہیتی پیدا ہو جائے تو وہ اس کے ازالے کی کوشش کرتا ہے اور اگر وہ عضو اپنا کام کرنا بند کردے یا اس میں کمی آجائے تو اسے درست کرنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔ دنیا کی تمام قوموں میں علاج معالجہ جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس پہلو کے بھی اشارے پائے جاتے ہیں، مورخین کے مطابق ہندستان میں دوہزار سال قبل مسیح اس عمل کا پتہ چلتا ہے۔ مشہور ہندستانی طبیب سشرت (Sushruta) نے (جس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔) پلاسٹک سرجری کے میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم مصری طب میں بھی چہرے کے عمل جراحی سے متعلق بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ اسی طرح پہلی صدی قبل مسیح میں رومی طب میں اس مخصوص عمل جراحی کی سادہ تیکنیک کا سراغ ملتا ہے۔ یہ لوگ زخمی اور کٹے ہوئے کان کی اصلاح اور درستگی کا کام انجام دیتے تھے، اس طریقہ علاج میں ہندستانی اطباء واقف ہوئے پھر یہ ترجمے یورپ پہنچے تو ان سے بھرپور استفادہ کیا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ اٹلی میں Brance Family of Sicily (15th Century) اور Gaspare Tagliacozzi (Bologna) سشرت تیکنیک سے باخوبی اگاہ تھے 18 ویں صدی کے اواخر میں کچھ برطانوی طبیبوں نے ہندستان کا سفر کیا

تا کہ ناک کی پلاسٹک سرجری کا مشاہدہ کریں جو یہاں مقامی طریقوں سے انجام دی جاتی تھیں، اسکی رپورٹیں Gentleman's Magazine میں شائع ہوئیں۔ اسی طرح پلاسٹک سرجری کے مقامی طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے (1764-1846) Joseph Constantine Carpue نے ہندستان میں بیس سال گزارے چونکہ عمل جراحی میں بہت زیادہ خطرات تھے۔ خاص طور پر اس صورت میں جب معاملہ سر اور چہرے کا ہو، اس لیے ناگزیر حالت ہی میں اس کو انجام دیا جاتا تھا۔ انیسویں صدی میں پلاسٹک سرجری کو کچھ زیادہ رواج ملا اور اس میدان میں نئی نئی تیکنیکس ایجاد ہوئیں اور نئے نئے تجربات کیے گئے۔ اس کا اندازہ درج ذیل تجربات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ 1815 میں Joseph Carpue نے ایک برطانوی فوجی آفیسر کی پلاسٹک سرجری کی جو Mercury Treatment کے اثرات کے نتیجے میں اپنی ناک گنوا بیٹھا تھا۔ 1818ء میں جرمن سرجن (1787-1840) Carl Ferdinand Von Graefe نے اپنی کتاب Rhinoplastic شائع کی جس میں اس نے اطالوی طریقہ اجراحی میں تبدیل کرتے ہوئے Original Delayed Pedicle Flap کے بجائے بازوں کی کھال لگانے (Free skin graft) کا طریقہ ایجاد کیا۔ 1827ء میں امریکن سرجن (1787-1875) Dr. Jon Peter Mattauer نے اپنے ہی تیار کردہ آلات سے تالو میں شگاف (Cleft Palate) کا پہلا اپریشن کیا۔ 1845ء میں (1792-1847) Johann Friedrich Dieffenbach نے ناک کی پلاسٹک سرجری پر ایک مبسوط تحریر لکھی جس کا عنوان Operatiue Chirurgie تھا اس میں اس نے اصلاح شدہ ناک کی جمالیاتی مظہر کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ اپریشن کا تصور پیش کیا۔ 1889ء میں امریکن سرجن (1853-1933) George Monks نے درمیان میں پچکی ہوئی ناک (Saddle Nose) کے نقص کو دور کرنے کے لیے دوسرے مقام کی ہڈی استعمال کرنے (Heteriogeneous Free Bone Grafting) کا کامیاب تجربہ کیا۔ 1891ء میں کان، ناک اور حلق کے امراض کے امریکی ماہر John Orlando Roe (1915ء-1848ء) نے ایک نوجوان خاتون کی ناک کے پچھلے ابھار کو کم کرنے کے لیے اپریشن کیا۔ 1898ء میں جرمن آرتھوپیڈک سرجن نے (1843-1907) Jacques Joseph نے ناک کے ابھار کو کم کرنے کے لیے (Reduction Rhinoplasty) کا اپنا پہلا تجربہ شائع کیا۔[1]

دورِ حاضر میں نئے مسائل

پلاسٹک سرجری کے میدان میں بیسویں صدی میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجی walter yeo غالباً پہلا شخص ہے جس کے چہرے کی 1917ء میں skin graft کے ذریعے کامیاب سرجری کی گئی۔ جنگ عظیم اول 1914ء تا 1918ء اپنے ساتھ بھیانک تباہی لائی بہت سے لوگ اس میں ہلاک ہوئے اور ان سے کئی زیادہ تعداد میں زخمی ہوئے۔ بہت سے فوجی ہاتھ پیر سے معزور ہوگئے۔ ان کے بدن اور چہرے جھلس گئے۔ اس موقع پر بہت سے ممالک میں پلاسٹک سرجری کے کامیاب تجربے ہوئے۔ یہی صورت حال جنگ دوم 1939 تا 1945ء کے بعد بھی پیش آئی۔ نیوزی لینڈ کے سرجن ماہرے امراض کان و حلق sir Harold delf fillies 1882ء تا 1960ء میں ان لوگوں کے لیے جن کے چہروں پر جنگ عظیم اول کے درمیان گہرے زخم آئے تھے۔ جدید پلاسٹک سرجری کے بہت سے طریقوں کو ترقی دی۔ امریکہ میں 1871ء تا 1955ء Dr. Vilray papin blair نے جنگ عظیم اول کے فوجیوں کے جبڑوں اور چہروں کو لاحق ہونے والے پیچیدہ زخموں complex maxillafacial injuries کے کامیاب آپریشن کیے۔ اس کی کوششوں سے امریکی ملٹری ہاسپٹل میں پلاسٹک سرجری کا مستقل شعبہ قائم ہوا، جس کے بعد برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک میں بھی اس طرح کے شعبے قائم ہوئے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد نیوزی لینڈ کے سرجن Sir Archibald mclndoe نے جو Sir Harold کا شاگرد تھا، Royal air

force کے فوجیوں کا ابتدائی علاج کیا، جن کے بدن جھلس گئے تھے۔ امریکہ میں چہرے کی سرجری اور پلاسٹک سرجری سے متعلق ایک انجمن قائم کی جس کا نام تھا American association of oral and plactic surgry بعد میں یہ انجمن دو ذیلی انجمنوں میں تقسیم ہو گئی۔

1.American association of plastic surgeons.

2.American association of oral and maxillaofacial surgeons.

ان تمام کوششوں اور خدمات کے باوجود پلاسٹک سرجری طب کا ایک مخصوص اور محدود شعبہ تھا، جس کے تحت جسمانی عیوب و نقائص کی اصلاح کی جاتی تھی۔ جنگوں اور حادثات و آفات کے موقع پر تو پلاسٹک سرجری کے ضرورت مند متاثرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی لیکن عام حالات میں ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی لیکن جب سے اس میں ایک نئے ذیلی شعبے کو متعارف کرایا گیا جس کا مقصد انسان کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ تھا اس وقت سے یہ شعبہ کافی مقبول ہو گیا۔ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھنے میں اچھا لگے، اس کا چہرہ خوبصورت معلوم ہو اس کے اعضاء چست دکھائی دیں۔ اس نئے شعبے سے ان کی یہ خواہشات پوری ہوتی نظر آئے مختلف ممالک میں مختلف سطوں پر منعقد ہونے والے حسن کے مقابلوں، فلمی دنیا کی چمک دمک، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی دلفریب زندگی اور دیگر عوامل نے پلاسٹک سرجری سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں سیکڑوں گنا اضافہ کر دیا اور اس فن میں بہت زیادہ منافہ بخش کاروبار کی شکل اختیار کر لی اس کی مقبولیت کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے جس کے مطابق 2006ء میں صرف امریکہ میں پلاسٹک سرجری کے تقریباً گیارہ ملین آپریشن کیے گئے۔ پھر جب پلاسٹک سرجری کاروبار بن گئی تو اس کی خواہش رکھنے والے یہ تلاش کرنے لگے کہ کہاں کم سے کم خرچ پر یہ آپریشن کرائے جا سکتے ہیں۔ اس کے لیے کیوبا، تھائی لینڈ، ارجنٹائنا، ہندوستان اور مشرقی یورپ کے بعض ممالک کی نشاندی کی گئی۔ آپریشن، آپریشن ہے اس میں بہت سے خطرات پائے جاتے ہیں اور بہت سی پیچیدگیوں کا اندیشہ رہتا ہے لیکن ان سے بے پروا ہو کر ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس فن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

پلاسٹک سرجری: مقاصد اور میدان عمل

مقاصد کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی بنیادی دو قسمیں ہیں۔

الف۔ اصلاحی جراحی (Reconstructive surgery)

پلاسٹک سرجری کا مقصد بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جسم میں پائے جانے والے کسی ایسے عیب یا نقص کو دور کیا جائے جس سے انسان دیکھنے میں بد ہیئت نظر آ رہا ہو، یا کسی ایسے عضو کی کارکردگی کو بحال کیا جائے جس کی منفعت ختم یا کم ہو گئی ہو۔ یہ عیب یا نقص خلقی congenital بھی ہو سکتا ہے اور حادثاتی Accidental بھی۔ جن صورتوں میں اس قسم کی سرجری کی ضرورت پڑتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔ پیدائشی نقائص congenital abnormalities جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا Cleft lip تالو کا کٹا ہونا cleft palate کان کا بیرونی حصہ نہ ہونا۔

2۔ سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا craniosynostosi، ہاتھ کے پیدائشی نقائص congenital hand deformities

3۔ بچوں کی نشوونما کے نقائص developmental abnormalities

4۔ چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا craniofacial skeleton facture

5۔ جسم کا جھلس جانا burns

ٹیومر یا کینسر، جیسے پستان کا کینسر breast,cancer سر یا گردن کے کینسر craniocervical cance جلد کا کینسر skin cancer

گنجا پن baldness

(ب) تجمیلی عمل جراحی cosmetic or aesthetic surgery

بسا اوقات پلاسٹک سرجری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عضا کی ساخت میں مناسب تبدیلی کرکے انسان کی ظاہری ہیت کو خوبصورت اور پرکشش بنایا جائے اسی طرح عمر ڈھلنے کے ساتھ انسان کے عضا میں ڈھیلا پن آجاتا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سرجری کی اس قسم کے ذریعے جو افعال انجام دیے جاتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

1۔ پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا Abdominoplasty

2۔ ڈھلک جانے والے پلکوں کو نئی شکل دینا blepharoplasty

3۔ چھوٹے پستان کو بڑا کرنا breast augmentation

4۔ بڑے پستان کو چھوٹا کرنا breast reduction

5۔ پستانوں کا ڈھیلا پن کم کرکے انہیں اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا Mastopexy

6۔ کولہوں کو اوپر اٹھانا Buttock augmentation

7۔ ناک کو نئی شکل دینا Rhinoplasty

8۔ کان کو نئی شکل دینا otoplasty

9۔ چہرے سے جھریاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا Rhytidectomy

10۔ ٹھڈی کو اوپر اٹھانا chin augmenatio

11۔ رخسار کو اوپر اٹھانا Cheek augemenation

12۔ جلد کو خوبصورت بنانا laser skin risurfing

13۔ مردوں کا سینہ کشادہ کرنا Male pectoral implant

14۔ چہرے سے چیچک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا peel chemical

15۔ ہونٹ کو نئی شکل دینا Labia plasty

16۔ جسم سے چربی کم کرنا Suction assisted lipectomy

سرجری کا طریقہ کار

پلاسٹک سرجری کے لیے عموماً درج ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ عضا کے عیب یا نقص کو دور کرنے کے لیے آپریشن کیے جاتے ہیں۔ موٹے لوگوں میں بدن سے زائد چربی کو زائل کرکے اسے دبلا بنایا جاتا ہے۔ بدن کے دوسرے حصوں سے چربی کو منتقل کرکے کولہے ابھارے جاتے ہیں۔ جسم جھلس جانے کی صورت میں لیفی انسجہ Fibrous tissues جن

میں بہت زیادہ کھنچاؤ ہوتا ہے انہیں آپریشن کر کے نکال دیا جاتا ہے اور صحیح جلد کو ملا کر جوڑ دیا جاتا ہے۔ جلد کو خوبصورت بنانے کے لیے laser technique سے مدد لی جاتی ہے۔ سی طرح ایک عام اور اہم طریقہ Microsurgery کہلاتا ہے۔ اس میں کسی عضو کے نقص کو چھپانے کے لیے جلد، عضلہ، ہڈی یا چربی کے نسیج Tissue کو دوسری جگہ سے متاثرہ جگہ تک منتقل کیا جاتا ہے اور وہاں کے عروق دمویہ کو جوڑ کر خون کی سپلائی جاری کر دی جاتی ہے۔ یہ تکنیک جلد کی منتقلی کے سلسلے میں کثرت سے مستعمل ہے اسے Skin grafting کہتے ہیں۔[2]

پلاسٹک سرجری سے متعلق حل طلب مسائل

پلاسٹک سرجری کے سلسلے میں درج بالا تفصیلات کی روشنی میں کچھ سوالات ابھرتے ہیں، جنہیں شریعت اسلامی کی روشنی میں حل کیا جانا موجودہ در کا اہم تقاضا ہے۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں۔

1۔ کوئی ایسا عیب جو انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہو اور اس کی وجہ سے وہ بدہیئت نظر آرہا ہو اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہو، کیا اس کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہو گا؟

2۔ کوئی ایسا عیب جو پیدائشی طور پر نہ ہو، بلکہ کسی حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے انسان بدہیئت معلوم ہو رہا ہو، کیا اس کے علاج کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا درست ہو گا؟

3۔ انسانی جسم کی بعض ہیئتیں عام قانون فطرت کے خلاف نہیں ہوتیں اور ان کا شمار عیب میں نہیں کیا جاتا، لیکن بعض افراد کو وہ پسند نہیں ہوتیں۔ اس طرح بعض ہیئتیں بعض افراد کو پسند ہوتی ہیں، لیکن وہ ان کے بدن میں نہیں پائی جاتیں۔ کیا ناپسندیدہ ہیئتوں کو زائل کرنے اور پسندیدہ ہیئتوں کو حاصل کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا جائز ہے؟

4۔ بعض عیوب یا ناپسندیدہ ہیئتیں عمر زیادہ ہونے کے ساتھ اس فطری طور پر ہر شخص کے بدن میں ظاہر ہوتیں ہیں ۔ کیا ان عیوب یا ہیئتوں کے ازالہ کے لیے آپریشن کرانا جائز ہے؟

5۔ کیا کم عمر اور خوبصورت نظر آنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرائی جا سکتی ہے؟

6۔ شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کا کیا حکم ہے؟

پلاسٹک سرجری: اسلام کی اصولی تعلیمات

مذکورہ مسائل کا تجزیہ کرنے اور شریعت اسلامی میں ان کا حکم دریافت کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بعض اصولی تعلیمات پیش نظر رکھی جائیں، کیونکہ ان کی روشنی میں ان مسائل کا حل دریافت کرنا اور ان کا حکم مستنبط کرنا آسان ہو گا۔

1۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔[3] اس نے انہیں ہاتھ، پیر، دل، دماغ، زبان، ہونٹ، آنکھ، کان، ناک اور دیگر اعضا بدن سے نوزا ہے، تاکہ وہ انہیں کام میں لائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ اعضا بدن اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور اس امانت کی حفاظت کرنا ان پر فرض ہے۔ ان اعضا بدن کے جو متعلقہ کام ہیں اگر ان میں کوئی خلل کسی خلقی بیماری کی وجہ سے یا حادثاتی طور پر واقع ہو تو اسے دور کرنا شریعت میں مطلوب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کچھ بدو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کہ ہم علاج معالجہ کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلاَّ وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، غَيْرَ دَاءٍ ۔[4] ہاں، اے اللہ کے بندو، علاج کراو، اس لیے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کے لیے شفا (یا فرمایا دعا) بھی رکھی ہے۔

2۔ جس طرح بیماری یہ ہے کہ جسم انسانی کا کوئی عضو کلی یا جزوی طور پر اپنا متعلقہ کام کرنا بند کر دے، اس طرح بیماری یہ بھی ہے کہ انسان دیکھنے میں کسی خاص وجہ سے بدہیئت نظر آئے۔ بدہیئتی سے اگرچہ انسان کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی ، لیکن اس سے جو ذہنی اور نفسیاتی تکلیف پہنچتی ہے، وہ جسمانی تکلیف سے کسی طرح کم نہیں ہوتی، بلکہ بسا اوقات اس کی اذیت جسمانی اذیت سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ یہ دونوں طرح کی بیماریاں پیدائشی بھی ہو سکتی ہیں اور کسی حادثے کے نتیجے میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ شریعت نے علاج معالجہ کے سلسلے میں بیماریوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے، بلکہ ہر طرح کی بیماری مداوا کرنے کا حکم دیا ہے۔

3 ۔ کائنات کے دیگر مظاہر کی طرح انسانوں کی تخلیق نے بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔[5] ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو ایک ہیئت پر پیدا نہیں کیا ہے۔ ان کی تخلیق میں پائے جانے والے فرق اس کی خلاقی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں تشبہ سے منع کیا گیا ہے۔ تشبہ کا مطلب ہے دوسرے جیسا بننے کی کوشش کرنا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: لعن اللہ المتشبہین من الرجال باالنساء ولعن اللہ المتشبہات من النساء باالرجال۔[6] "رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"

مذکورہ بالا حدیث تشبہ کی صرف ایک صورت کا تذکرہ ہے۔ اس طرح کی دیگر اور بھی جو مشابہتیں ہو سکتی ہیں، وہ شریعت میں مذموم اور ناپسندیدہ ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی لانے کی کوشش کرنے کو اسلامی شریعت میں سخت ناپسندیدہ اور شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ النساء میں ہے کہ شیطان نے بارگاہ الہیٰ میں لعنتی قرار پانے کے بعد اللہ کے بندوں کو جن طریقوں سے گمراہ کرنے کے منصوبے کا انکشاف کیا تھا ان میں یہ بھی تھا۔ ولاٰمرنھم فلیغیرن خلق اللہ[7] (اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ (میرے حکم سے) خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گئے)۔ یہ ایک بہت وسیع تعبیر ہے، جس میں انسانی بناوٹ میں تبدیلی لانا بھی شامل ہے۔

5۔ انسان اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا اس کے سفر زندگی کے اہم مراحلے ہیں۔ یہ مراحل اس فطرت کے عین مطابق ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ قرآن میں اس مظہر کو اللہ تعالیٰ کی نشانی کے طور سے پیش کیا گیا ہے۔[8] ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلے میں منتقلی کے ساتھ انسان کے بدن میں کچھ تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ یہ تغیرات اللہ تعالیٰ کے طے کردہ قوانین فطرت کا حصہ ہیں۔ انہیں روکنے یا ان میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنا بھی 'تغییر خلق اللہ' کے مثل ہے۔

6۔ اسلامی شریعت میں انسانوں کے باہمی معاملات میں سچائی اور اظہار حقیقت کو پسندیدہ رویہ قرار دیا ہے اور جھوٹ، مکرو فریب، دھوکا دہی اور غلط بیانی سے روکا گیا ہے۔

پلاسٹک سرجری کی مختلف صورتوں کے بارے میں شرعی حکم

پلاسٹک سرجری سے متعلق مسائل کا تعلق موجودہ دور کے نئے مسائل سے ہے۔ اس لیے قدیم فقہاء کی تحریروں میں ان سے متعلق احکام صراحت سے نہیں مل سکتی۔ اسلام کی مذکورہ بالا اصولی تعلیمات، قرآن وحدیث اور فقہاء کی تحریروں کے اشارات سے ان کے احکام معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے بعض صورتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

1۔ خلقی بدہیئتی جو عام قانون فطرت کے خلاف ہو

بسا اوقات انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بدہیئتی نمایاں ہوتی ہے اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہوتا ہے۔ مثلاً ہونٹ یا تالو کٹا ہوا ہو، ہاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو، منہ میں زائد دانت ہو یا کوئی دانت زیادہ لمبا ہو یا اس طرح کا کوئی اور عیب۔ کیا ایسی بدہیئتی کی اصلاح کی جاسکتی ہے؟ قاضی عیاض (م544ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس طرح بھی پیدا کیا ہو اس کے لیے اپنے عضا میں کوئی کمی یا تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔:"جس شخص کے بدن میں انگلی یا کوئی دوسرا اعضو زائد ہو، اس کے لیے اسے کاٹنا یا علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی ہے۔[9] یہی بات ابو جعفر طبری (م310ھ) نے زائد یا لمبے دانت کے سلسلے میں کہی ہے۔[10] یہ حضرات ان کاموں کو اس صورت میں ناجائز کہتے ہیں جب انہیں محض بدہیئتی کو دور کرنے کے لیے انجام دیا جائے۔ البتہ اگر ان کی وجہ سے معمول کے کاموں میں رکاوٹ آرہی ہو، مثلاً زائد یا لمبے دانت کی وجہ سے کھانے میں دشواری ہوتی ہو یا زائد انگلی سے کوئی جسمانی اذیت لاحق ہوتی ہو تو ان کے نزدیک انگلی کو کٹوایا اور دانت کو نکلوایا جاسکتا ہے۔ طبری فرماتے ہیں:"اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس سے ضرر اور تکلیف لاحق ہوتی ہو مثلاً کسی عورت کے منہ میں زائد یا لمبا دانت ہو جس سے وہ صحیح طریقے سے کھانا نہ کھا پاتی ہو یا زائد انگلی جس سے اسے اذیت یا تکلیف ہوتی ہو تو اس کے لیے انگلی کٹوانا اور دانت اکھڑوانا جائز ہے۔ اس آخری معاملے میں عورت مرد کے مثل ہے"[11] فقہ حنفی میں یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے البتہ کہا گیا ہے کہ یہ کام اس وقت کروایا جائے جب اس کی وجہ سے جان کا خطرہ نہ ہو"اگر کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا اعضو کٹوانا چاہے، اگر اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس سے ہلاک نہیں ہو گا تو اسے کٹوا سکتا ہے۔"[12] ہمارے خیال میں کسی بدہیئتی کے ازالہ کے لیے محض جسمانی اذیت اور دشواری ہی کی شرط نہ ہو بلکہ ذہنی اور نفسیاتی اذیت کو بھی اس درجے میں رکھا جانا چاہیے۔ چونکہ بدہیئتی عام قانون فطرت کے خلاف ہوتی ہے، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں خفت اور سبکی محسوس کرتا ہے۔ اس سے اسے جو ذہنی اور نفسیاتی اذیت محسوس ہوتی ہے وہ جسمانی اذیت سے کم نہیں ہوتی اس لیے اسے اس کے ازالے اور اصلاح کی اجازت دی جانی چاہیے۔ جس طرح عام قانون فطرت کے خلاف پائے جانے والی بدہیئتی ایک بیماری ہے اور شریعت نے بیماری کا علاج معالجہ کرنے کی نہ صرف اجازت، بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔

2۔ کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدہیئتی

یہ بھی ممکن ہے کہ بدہیئتی پیدائشی نہ ہو بلکہ کسی حادثہ کے نتیجے میں ظاہر ہوئی ہو مثلاً کسی ایکسیڈنٹ میں آدمی کی ناک ٹوٹ گئی، یا کان کٹ گیا، یا گھر میں آگ لگ گئی، جس سے اس کی جلد جھلس گئی، یا کسی نے گولی مار دی جس سے بدن کے کسی حصے کا گوشت اڑ گیا ہے، یا اس طرح کی کوئی دوسری صورت ہو۔ اس میں آدمی کے بدن میں عیب پہلے نہیں ہوتا، بلکہ حادثاتی طور پر بعد میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح کے کسی عیب کے، بیماری، میں شمار کیے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس لیے اس کے علاج کی اجازت ہوگئی۔ غزوہ خندق کے موقع پر دشمنوں کی جانب سے حضرت سعد بن معاذ کو ایک تیر آکر لگا جس سے ان کے بازو کی ایک رگ زخمی ہوگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔[13] صحابی رسول حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک عہد جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی۔ انھوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوا لی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا مشورہ دیا تھا۔[14] غزوہ بدر میں حضرت رافع بن مالک کو ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور میرے لیے دعا کی اس کی برکت سے مجھے اس آنکھ میں ذرہ بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی"[15] غزوہ احد میں ایک نازک موقع پر جو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہو

گئے تھے اور انہوں نے اپنے جسموں کو آپ ﷺ کے لئے ڈھال بنا دیا تھا، ان میں حضرت قتادہ بن نعمان بھی تھے۔ انہیں ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر آگئی۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری آنکھ ٹھیک ہو جانے کی دعا کر دیجئے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صبر کرو! اس کے بدلے تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں تمہارے حق میں اللہ سے دعا کروں کہ تمہاری آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ جنت بہترین بدلہ اور گراں قدر عطیہ الٰہی ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ عورتیں مجھے کانا کہیں گی۔ آپ میرے لیے جنت کی بھی دعا فرمایئے اور آنکھ ٹھیک ہو جانے کی بھی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں "اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے دونوں چیزوں کی دعا کی اور میری آنکھ ٹھیک ہو گئی"[16] ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی حادثہ کے نتیجہ میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے معاملے میں جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ چنانچہ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے چہرے پر چیچک کے داغ نمایاں ہو گئے ہوں چہرے پر کوئی گہرا زخم لگا جس کے ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی نشانات باقی رہ گئے ہوں۔ کسی بد معاش نے چہرے پر تیزاب پھینک دیا جس کی وجہ سے وہ جھلس کر بد نما ہو گیا ہو کینسر کی وجہ سے کسی خاتون کا پستان کاٹ کر نکال دیا گیا ہو ان تمام صورتوں میں مذکورہ بد ہیئتی کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہو گی۔

3۔ بعض جسمانی ہیئتوں کی تبدیلی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ سب کو ایک شکل وصورت نہیں عطا کی ہے۔ کسی کو کالا بنایا ہے تو کسی کو گورا، کسی کو موٹا بنایا ہے تو کسی کو دُبلا، کسی کی ناک اُٹھی ہوئی ہے تو کسی کی چپٹی ہوئی۔ کسی کی ٹھڈی ابھری ہوئی ہو تو کسی کی دھنسی ہوئی۔ کسی کے کولہے بھاری بھر کم ہیں تو کسی کے دُبلے۔ کسی کا سینہ زیادہ چوڑہ ہے تو کسی کا کم۔ عموماً یہ معمولی فرق اعضاء کے متعلقہ افعال کی انجام دہی میں بالکل خارج نہیں ہوتے اور انہیں عام قانون فطرت کے خلاف بھی نہیں تصور کیا جاتا۔ البتہ ان میں سے بعض ہیئتوں کو پسندیدہ خیال کیا جاتا اور انہیں خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بعض ہیئتوں کو ناپسندگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے مذکورہ ہیئتوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور اپنے جسم کو من چاہی ہیئت میں ڈالا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تکنیک سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اور اس میں ایک زبردست منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی شریعت اس رجحان کو کس نظر سے دیکھتی اور اس کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟ انسان کا جسم اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اللہ نے اعضائے انسانی سے مختلف منفعتیں وابستہ کر رکھی ہیں اور انہیں مخصوص کاموں میں لگا دیا ہے۔ قرآن کریم میں مختلف اعضاء مثلاً آنکھ، کان، زبان، ہونٹ، ہاتھ، پیر، دل، دماغ وغیرہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیثیت سے کیا گیا ہے اور انسانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں، جس نے انہیں ان بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر وہ اس کی ناشکری کریں گئے اور شرک میں مبتلا ہوں گئے تو روز قیامت ان سے باز پرس کی جائے گی۔[17] اس سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ انسان اپنے اعضاء جسم کا مالک نہیں ہے کہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے، بلکہ اسے صرف انہیں ان کے متعلقہ کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے بر خلاف جو لوگ اپنے اعضاء جسم کی ہیئتوں میں من مانی تبدیلیاں لانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرتے یا کرانا چاہتے ہیں، گویا وہ خود کو اپنے جسم وجان کا مالک مختار تصور کرتے ہیں اور اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے جن پسندیدہ ہیئتوں میں ڈھالنا چاہیں، ڈھال لیں۔ یہ تصور صحیح اسلامی تصور کے مغایر ہے، اس لیے شرعی نقطہ نظر سے اسے جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس سے صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کسی عضو کی کوئی ہیئت عام قانون فطرت کے خلاف ہو

، یا اس سے اس کے متعلقہ کاموں کی انجام دہی میں دشواری یا رکاوٹ آرہی ہو۔ مثلاً کسی شخص کے دانت بہت زیادہ باہر کی طرف سے نکلے ہوئے ہوں، جس سے منہ ٹھیک طریقے سے بند نہ ہوتا ہو، یا کھانا صحیح طریقے سے چبایا نہ جاتا ہو، یا چہرہ بد نما معلوم ہوتا ہو۔ اس کا شمار بیماری میں ہوگا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کی درستگی کی اجازت ہوگی۔

4۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونے والی ہیئتیں

انسان اپنی زندگی کے ساتھ مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ وہ ایک مختصر اور نحیف جسم لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پرورش وپرداخت کے نتیجے میں اس کے اعضاء کا حجم بڑھتا ہے۔ ان میں طاقت اور چستی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جوانی میں وہ ہر پہلوں سے مکمل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کا انحطاط شروع ہوتا ہے آہستہ آہستہ ان کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے اور چستی کی جگہ ڈھیلا پن بھڑنے لگتا ہے، یہاں تک کہ بڑھاپے میں وہ کمزوری اور بے بسی کی اسی حالت کو پہنچ جاتا ہے جس سے اپنے بچپن میں دوچار تھا۔ یہ قانون فطرت ہے جس سے ہر انسان کا سابقا پیش آتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان مراحل حیات کا تذکرہ آیا ہے۔[18] عمر بڑھنے کا ساتھ انسانی اعضاء کی ہیئتوں میں ہونے والی تبدیلیاں فطری ہیں ان تبدیلیوں کو روکنے یا ان اعضاء کی ہیئتوں کو من پسند ہیئتوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے، یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے، جسے شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اس بنا پر خواتین کا بڑھاپے کے نتیجے میں پستانوں میں پیدا ہونے والے ڈھیلے پن یا ہاتھوں اور چہروں پر ظاہر ہونے والی جھریوں کو دور کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا اسلامی شریعت کی روح سے جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی شدید بیماری کی وجہ سے جوانی میں عوارض ظاہر ہو گے ہوں اور دواؤں سے انہیں دور نہ کیا جاسکتا ہو، ان کے ازالہ کی واحد صورت پلاسٹک سرجری ہو تو اس صورت میں اس تکنیک سے فائدہ اٹھا کر ان عوارض کو دور کرنے کی اجازت ہوگی۔

5۔ کم عمر یا خوبصورت نظر آنے کے لیے سرجری کرانا

انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے اور اس کا ظاہر دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھلا معلوم ہو، اس کے لیے وہ مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے۔ شریعت نے نہ صرف اس کا اعتبار کیا ہے بلکہ اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور انسانوں کو زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[19] "اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہو" ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو غرور وتکبر کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا: "وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو" یہ سن کر ایک شخص نے دریافت کیا: آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو (کیا اس کا شمار بھی تکبر میں ہوگا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ[20] "اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (ظاہری زیب وزینت اختیار کرنا تکبر نہیں ہے) تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرایا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے "۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال گندے اور بکھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو درست کر لے "۔ اس طرح آپ ﷺ نے ایک شخص کو میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا "کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھولے؟ "[21] لیکن خوبصورتی اختیار کرنے کی تدابیر کو شریعت نے حدود کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نزدیک حسن وجمال میں اضافہ کے لیے خارجی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، لیکن جسم کے اعضاء کے ساتھ روکا گیا ہے جو صدر اسلام میں عربوں کے درمیان حسن وجمال میں اضافہ کے لیے رائج اور معروف تھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله[22] "اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت

کی ہے ان عورتوں پر جو (جسموں پر) گودتی ہیں اور گودواتی ہیں۔ اور بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ عورتیں (اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں) تبدیلی کرنے والی ہیں۔"

محدثین نے صراحت کی ہے کہ یہ کام عرب میں عورتیں حسن کے اضافے کے لیے انجام دیتی تھیں۔ ان کے ذریعے بڑی عمر کی عورتیں جو ان عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں: امام نوویؒ (676ھ) نے لکھا ہے: "فلج کے معنی ہیں ثنایا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ ہونا۔ متفلجات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ان دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ کام بوڑھی اور بڑی عمر کی عورتیں کرتی تھیں، تاکہ وہ کم عمر دکھائی دیں اور ان کے دانت خوبصورت لگیں۔ دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ فطری طور پر چھوٹی بچیوں میں ہوتا ہے۔ جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے، اس کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے دانتوں میں یہ فاصلہ باقی نہیں رہتا تو وہ انھیں ریتی سے گھستی ہے، تاکہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے، وہ خوبصورت دکھائی دینے لگیں اور دوسرے اسے دیکھ کر کم عمر سمجھیں"[23] حافظ ابن حجرؒ (م852ھ) فرماتے ہیں: "متفلجات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ثنایا اور رباعیات نامی دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی تھی۔ عورت اس کو حسن کی علامت سمجھتی تھی۔ بسا اوقات ایسا بڑی عمر کی عورتیں کرتی تھیں، تاکہ دوسرے دیکھ کر کم عمر سمجھیں، کیونکہ کم عمر عورت کے دانت اکثر الگ الگ اور چمک دار ہوتے ہیں۔ بڑی ہونے پر اس کے دانتوں میں یہ خاصیت باقی نہیں رہتی"[24] مذکورہ بالا حدیث میں المتفلجات کے ساتھ للحسن بھی مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ افعال اس صورت میں مذموم ہیں جب انہیں حسن میں اضافہ کہ مقصد سے انجام دیا جائے، لیکن اگر ان کا سبب کوئی دوسرا ہو تو ان کی ممانعت نہ ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے یہی تشریح مروی ہے۔ فرماتے ہیں: "بالوں میں بال جوڑنے والی، بھوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی، جسم پر گودنی والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے، اس صورت میں جب یہ کام بغیر کسی مرض کے انجام دیے جائیں۔"[25] محدثین نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ کام کسی صورت میں مذموم ہیں جب انہیں حسن میں اضافہ کے لیے انجام دیا جائے۔ علاج معالجہ کے مقصد سے ان کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: حدیث کے الفاظ ہیں المتفلجات الحسن اس سے یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ قابل مذمت وہ عورت ہے جو اس کام کو حسن میں اضافہ کے مقصد سے کرے لیکن اگر اسے اس کی ضرورت کی کسی اور مقصد سے، مثال علاج کے لیے پیش آئے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔"[26] علامہ عینیؒ (855ھ) فرماتے ہیں: "للحسن میں لام علت کا ہے۔ (یعنی مذمت اس صورت میں ہے جب اسے حسن میں اضافہ کے لیے کیا جائے) اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے جس میں وہ کام علاج معالجہ یا اس جیسی کسی اور صورت سے انجام دیا جائے۔"[27] شریعت میں یہ کام کیوں ممنوع قرار دیے گئے ہیں؟ علما نے اس کی بھی وضاحت کی ہے قرطبیؒ (م671ھ) فرماتے ہیں: "سبب نہی کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے اس وجہ سے روکا گیا ہے کیوں کہ یہ دھوکا کے قبیل سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے یہ قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں اول الذکر قول بھی شامل ہے"[28] امام نوویؒ نے لکھا ہے: "مذکورہ احادیث میں اس فعل کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی ہے، تدلیس (دھوکا) ہے تزویر (فریب) ہے"[29] مذکورہ بالا حدیث میں المتنمصات (بھوں کے بال اکھیڑنے والی عورتوں) پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ یہ ممانعت بھی اس صورت میں ہے جب یہ کام محض فیشن اور اضافہ حسن کے مقصد سے کیا جائے۔ لیکن اگر عورت کے چہرے پر غیر ضروری بال اُگ آئیں تو وہ انھیں زینت اختیار کرنے کے مقصد سے اکھیڑ سکتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا اے ام المومنین میرے چہرے پر کچھ بال اُگ آئے ہیں۔ کیا میں اپنے

شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کہ مقصد سے انھیں اکھیڑ سکتی ہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا اس تکلیف دہ چیز کو اپنے جسم سے لگ کرادو"[30] فقہائے کرام نے بھی صراحت کی ہے کیا اگر عورت کے چہرے پر غیر طبی طور سے بال اُگ آئیں تو وہ انھیں بلا کراہت صاف کر سکتی ہیں۔ علامہ ابن عابدین حنفیؒ (م 1252ھ) فرماتے ہیں: بال اکھیڑنے کی ممانعت اس پر محمول ہے کیا عورت اس کام کو غیروں کے لیے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انجام دے ورنہ اگر اس کے چہرے پر کچھ بال ہوں جو اس کے شوہر کے لیے ناپسندگی کا باعث ہوں تو ان کے ازالہ کو ممنوع قرار دینا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ عورتوں کا زینت اختیار کرنا مطلوب ہے چہرے کہ بالوں کو صاف کرنا حرام ہے لیکن اگر عورت کے چہرے پر ڈاڑھی یا مونچھ اُگ آئے تو اسے صاف کرانا ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔"[31] مالکیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ جن (غیر ضروری) بالوں کو صاف کرنے میں عورت کا حسن ہو انھیں صاف کرنا ضروری ہے۔ چناچہ اگر عورت کو داڑھی اگ آئے تو وہ اسے صاف کرے گئی اور جن بالوں کو باقی رکھنے میں اس کا حسن ہے انھیں باقی رکھے گئی۔ شوافع کہتے ہیں کہ اگر شوہر عورت کو جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم دے تو اس کے لیے ایسا کرنا واجب ہے۔[32] علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (م 620ج) نے لکھا ہے: "امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبلؒ سے چہرے کے بال صاف کرانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: عورتوں کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ مردوں کے لیے مکروہ ہے"[33]

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کم عمر لگنے یا حسن وجمال میں اضافہ مقصد سے سرجری کرانا اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے۔ حسن وجمال کو ایک اوسط معیار ہے۔ کوئی عورت اس معیار سے اپنے آپ کو فروتر پائے اور اس کی بدصورتی وبدہیئتی نمایاں ہو تو وہ اوسط معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرا سکتی ہے۔ لیکن حسن وجمال کے اعلیٰ اور اپنے پسندیدہ معیار تک پہنچنے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا شریعت کی نگاہ میں مطلوب و مستحب نہیں ہے۔

6۔شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانا:

بسا اوقات انسان کو کسی وجہ سے حکمرانوں کے مظالم کا شکار ہونے کا شدید اندایشہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان کی گرفت میں نہ آئے، ورنہ وہ اس ناقابل برداشت اذیتوں سے دوچار کریں گئے۔ کیا ایسی صورت میں اسے اپنی شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کرانے کی اجازت ہو گئی؟ اسلامی شریعت کی مجموعی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جھوٹ، مکر وفریب اور دھوکا دہی کو ناپسندیدہ کاموں میں شمار کیا گیا ہے اور ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی فرد اسی طرح دکھائی دے جس طرح وہ حقیقت میں ہے۔ بہروپیا بننا اور سوانگ بھرنا اس کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک عورت نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ایک سوکن ہے ۔ کیا میرے اوپر گناہ ہو گا اگر میں اس کے سامنے یہ اظہار کروں کہ میرے شوہر نے مجھے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں، حالانکہ حقیقت میں اس نے وہ چیزیں نہ دی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے کوئی چیز حاصل نہ ہو اور وہ اس کے حاصل ہونے کا اظہار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ وفریب کے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔"[34] اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی حق پر ثابت قدم رہے اور اس راہ میں جو آلام و مصائب آئیں انھیں خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ اس پر وہ اجر وثواب کا مستحق ہو گا۔ شریعت نے اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ تکالیف اس کے لیے ناقابل برداشت ہوں تو وہ خلافِ حقیقت بات بھی زبان پہ لا سکتا ہے۔[35] شریعت نے اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ ظلم وتعدی سے بچنے کے لیے وہ راہ فرار اختیار کر سکتا اور کہیں چھپ سکتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابو بصیر اور مکہ میں رہنے والے کچھ دیگر مسلمانوں نے اہل مکہ کی گرفت سے بچنے

کے لیے ایک مقام پر پناہ لے لی تھی۔[36] لیکن شناخت چھپانے کے لیے پلاسٹک سرجری کروانے میں متعدد اسباب نہی جمع ہیں۔اس میں تزویر (فریب) تدلیس (دھوکہ) کے ساتھ اللہ کی خلقت میں تبدیلی بھی ہے اس لیے اسے جائز نہیں کہا جا سکتا۔

خلاصہ بحث و نتائج

- درجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پلاسٹک سرجری کی وہ صورتیں جائز ہیں جو علاج معالجے کی قبیل سے ہیں مثلا کسی حادثہ کے نتیجہ میں بدن میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے معاملے میں جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ چنانچہ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے چہرے پر چیچک کے داغ نمایاں ہو گئے ہوں چہرے پر کوئی گہرا زخم لگا جس کے ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی نشانات باقی رہ گئے ہوں۔ چہرہ تیزاب کی وجہ سے جھلس کر بد نما ہو گیا ہو، کینسر کی وجہ سے کوئی عضو کاٹ یا نکال دیا گیا ہو، ان تمام صورتوں میں مذکورہ بد ہیئتی کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی اجازت ہو گی۔
- اسی طرح انسان میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بد ہیئتی نمایاں ہوتی ہے اور وہ عیب عام قانون فطرت کے خلاف ہوتا ہے۔ مثلاً ہونٹ یا تالو کٹا ہوا ہو، ہاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو، منہ میں زائد دانت ہو یا کوئی دانت زیادہ لمبا ہو یا اس طرح کا کوئی اور عیب، ایسی بد ہیئتی کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔
- لیکن ان کے علاوہ دیگر صورتیں مثلا بڑھاپے کی وجہ سے ظاہر ہونے والی جسمانی تبدیلی کو چھپانے اور کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافے کی غرض سے سرجری کرانا اسلامی شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عمر بڑھنے کا ساتھ انسانی اعضاء کی ہیئتوں میں ہونے والی تبدیلیاں فطری ہیں ان تبدیلیوں کو روکنے یا ان اعضاء کی ہیئتوں کو من پسند ہیئتوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے، یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ البتہ اگر کسی شدید بیماری کی وجہ سے جوانی میں عوارض ظاہر ہو گے ہوں اور دواؤں سے انہیں دور نہ کیا جا سکتا ہو، ان کے ازالہ کی واحد صورت پلاسٹک سرجری ہو تو اس صورت میں اس تکنیک سے فائدہ اٹھا کر ان عوارض کو دور کرنے کی اجازت ہو گئی۔
- مختصرا یہ کہ پلاسٹک سرجری کی وہ صورتیں جائز ہیں جو علاج معالجے کی قبیل سے ہیں ان کے علاوہ دیگر صورتیں (مثلا کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافے کی غرض سے سرجری کرانا۔ شناخت چھپانے کی غرض سی پلاسٹک سرجری کروانا) جائز نہیں ہیں۔

References

1 -Haiken,Elizabeth. Venus Envy:A History of Cosmetic Surgery. Johns Hopkins University Press, 1997, 176
2 -Santoni-Rugiu, Paolo.A History 0f Plastic Surgery, Springer, 2007 ,P.247
Haiken,Elizabeth.Venus Envy:A History of Cosmetic Surgery.Johns Hopkins University Press,1997: 119
3 -Surah Al-Teen,4:95
4 -Abbū Eesa Mohammād ban Eesā ben sūrah, Al-Termzī, *Ja'ma Tirmizī*, kitāb Al-Teb (Beirūt : al-Kūtūb Al-Ilmiyyah, 1418), no: 2038-Abū Dāwod, Sūlāimān ben Ash'hās ben Ishaq

Sājastānī,*Al-Sūnān*, kitāb Al-Teb, bāb fi al-Al-Rejal) Beirūt: Dār ul-Fikr Beirūt 1414 h (, No: 3855
5 -Al-Jasia,4:45
6 - Bukhārī, Mohāmmad ban Ismāel,*Al Jameh Al Sāheeh*, kitāb al Lebās, (Maktāb al Islamī, Beirūt , 1401 h 1981), No: 5885.
7 -Surah Al-Nisā,4:119
8 -Surah Al-Room,54:30
9 -Al-Qūrtābī, Abbū Abdūllāh Mohāmmad ban Ahmed ban Muhāmmad ben yahyā ban Mafraj, *Jāme Al-Ahkām ul Qūrān*, (Al-Qāhira Misar 1952 : 5/393
10 - Tabrī, Abbū Jaffer Mohāmmad ban Jārir ban Yazid , *Jāme al Bāyān fi Tafseer Al Qūrān,*) Dār ūl Māhrfā , Bairoūt, 1400 h 1980,3:272
11 -Abid
12 - Fatawa Alamgeriah, 5:360
13 -Bukhārī, Mohāmmad ban Ismāel,*Al Jameh Al Sāheeh*, kitāb al Mgazi, (maktāb al Islamī, Beirūt Lebanon , 1401 h 1981), No: 4122.
14 -Abū Dāwod, *Al-Sūnān*, kitāb Al-Teb, bāb fi al-Al-Rejal), kitaab Al-Khatam, No:4232
15 -Ibn kāseer, Abū Al fedā, Ismael ban umar ,Abn e kāseer, Tafseer Al Qūrān Al-Azim, Dar Al-Ahya al Turas Al-Arbi, 1988, J 3 P.292
16 -Ali ban Burhan Aldeen Al-Halbi, insaan Al-Ayun fi Sirah، al-ameen Al-Mamun, 2: 252
17 - Al-Inaam 5: 46, Al-Noor : 24, Al-haj : 46, Yaseen35:37, Al-Balad ,8-9
18 -An-Nahal,16:70- Al-hajj,22:5،Ar-Rum,30:54,Al-Mu'minun,23:67
19 -Surah Al-Arāf 7:313
20 -Muslim, Abī Al-Hūssein Asaker ud dīn ban al hjāj, Assāheeh, kitāb Al- Ayman, (Matba al sāhadā Qāhirā 1327 h) No: 91
21 -Abū Dāwod,*Sūnān*, kitāb Al-lebas: 4062
22 -Al-Nesaī , Ahmād ban Shoiab Abu Abdūl Al Rehman, *Al-Sūnan Al-kūbra* , kitāb Al-Nekah, , (Beirūt: Dār al-Kūtub al-Ilmiyyah, , 1411 h) No: 5099
23 ن- Al-Nowawi, sharah sahih muslim,14 :106
24 -Ibn hijr asqlani, Ahmed ban Ali ban Mohammad , fatah albari, Al-Marfah Beirūt 1379,10:372
25 -Abū Dāwod, *Al-Sūnān*,, kitaab Al-Tarajul, Baab sila wa al-sher, No: 4170
26 -fatah albari ,10 :373
27 -bdraldin Aini , Umda tu Al-Qari sharah sahih bukhari , 8 : 95
28 -Al-Qūrtābī, *Jāme Al-Ahkām ul Qūrān,* 5:593
29 - Al-Nowawi, sharah sahih muslim ,14 :107
30 -Almsanif, Abdul Razzaq ,3 :146
31 -Ibn Alaabdin, Muhammad ben Muhammad Al-Amin , Al-Damishki ,Al-Dur ul Mukhtar, 5:328
32 - Al-Mosūha Tūl'feqhiya,Kūwait: taba al Jā'mah 2001, 21:273
33 -Ibn Qadama , abbu Mohammad abdllh ban Ahmed Al-Maqdsi ,Al-Mughni, qahira misar, 1367 h misar, 1367,1 : 91
34 -*Sāhih Būkharī*, kitāb Al-Nekah, No: 2130
35 -All e Imran: 3 / 28. Al-Nahal,16:106
36 -Ibn Hisham , Seerat Al-Nabi,3:372.